تلاوتِ قرآن کے
ایصالِ ثواب کا ثبوت
Tilawate Quran ke Isale sawab ka suboot
کیسا ہے؟
مُصنِّف
محمد اقبال رضا خان مصباحی
تلاوتِ قرآن کا ایصالِ ثواب
جانئے حدیثِ نبوی، مذاہبِ اربعہ حنفی،
مالکی، شافعی، اور حنبلی کے اقوال کی روشنی میں۔
ایک مکمل اور جامع تحقیق ضرور پڑھیں !
صحیح البخاری
SNO Chapter Names Hadith
اہلسنت وجماعت سینٹر پونے
۹۳۷ ربھنڈار شاہ مسجد چوڑا امن تعلیم بھوانی پیٹھ پونے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

پہلا باب

تلاوتِ قرآن کے فضائل

قرآنِ کریم کی تلاوت اجر کثیر کا موجب، بہترین ذکر وعبادت، اپنے پڑھنے والے کے لئے قبر وحشر میں باعثِ نجات وشفاعت، نزول سکینہ ورحمت کا سبب ہے جیسا کہ حسب ذیل روایتوں سے ظاہر ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"من قرأ حرفا من کتاب اللہ فلہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا لااقول الم حرف ولکن الف حرف ولام حرف ومیم حرف"

جس نے اللہ کی کتاب (قرآن) کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور یہ نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے، میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ [۱]

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح اور غریب ہے۔

[۱] ترمذی جلد ۲ ص ۳۳۴ حدیث ۱۸۲۱ ابواب فضائل القران باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القران الخ۔

(۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"افلا یغدو احدکم الی المسجد فیعلم او یقرأ آیتین من کتاب اللہ خیر له من ناقتین وثلث خیر له من ثلث واربع خیر له من اربع ومن اعداد هن من الابل"

تم میں سے کوئی صبح کو مسجد کیوں نہیں جاتا تاکہ قرآن مجید کی دو آیتیں کسی کو سکھائے یا خود تلاوت کرے اور یہ (دو آیتوں کو پڑھنا پڑھانا) دو اونٹنیوں کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹیوں سے بہتر ہیں اسی طرح زیادہ آیتوں کی تلاوت زیادہ اونٹنیوں کے صدقہ سے بہتر ہے۔ [۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن عظیم کی تلاوت اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے سے بہتر ہے

(۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"قرأة القرآن فی الصلوٰة افضل من قرأة القرآن فی غیر الصلوٰة وقرأة القرآن فی غیر الصلوٰة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة من النار"

نماز میں قرآن پڑھنا نماز کے باہر قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز کے باہر قرآن پڑھنا تسبیح وتکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ

[۱] مسلم اول کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل قرأۃ القرآن فی الصلاۃ وتعلمہ حدیث ۱۹۰۹۔

روزہ (نفل) سے افضل ہے حالاں کہ روزہ دوزخ کی ڈھال ہے۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت تسبیح تکبیر وغیرہ تمام اذکار سے افضل ہے۔

(۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کا گھوڑا اس کے پاس دو لمبی رسیوں سے بندھا ہوا تھا اچانک اس گھوڑے کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس کے اردگرد گھومنے لگا اور آہستہ آہستہ اُس کے قریب ہونے لگا اور اُس کا گھوڑا بدکنے لگا، صبح کو یہ شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اِس واقعہ کا ذکر کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "تلک السکینة تنزلت بالقراٰن" یہ سکینہ ہے جو قرآنِ عظیم کی برکت سے نازل ہوئی۔ [2]

سکینہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو تلاوت قرآن کے وقت اترتی ہے اس سے سکون حاصل ہوتا ہے، پس ثابت ہوا قرآن مجید کی تلاوت سے سکون ملتا ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

" وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینة وغشیتھم الرحمة وحفتھم الملائکة وذکرھم اللہ فیمن عندہ "

---

[1] مشکوٰۃ اول ص ۴۶۹ کتاب فضائل القران بحوالہ شعب الایمان للبیھقی۔

[2] مسلم اول کتاب صلوٰۃ المسافرین باب نزول السکینہ لقرأۃ القراٰن حدیث ۱۸۹۲۔

اور جب بھی لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب (قرآن) کی تلاوت اوراس کے درس کے لئے جمع ہوتے ہیں تو ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اوران کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اورفرشتے اُن کوگھیر لیتے ہیں اور جوفرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان میں اللہ تعالیٰ ان بندوں کا ذکر کرتا ہے۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں پر قرآن مجید پڑھا جاتا ہے وہاں سکینہ اور رحمت اور اللہ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

(٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی کہ آپ نے فرمایا

" القرآن شافع مشفع وماحل مصدوق من جعله امامه قاده الى الجنة ومن جعله خلف ظهره ساقه النار "

قرآن شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعۃ ہے، اپنے پڑھنے والے کے لئے رب سے جھگڑنے والا تصدیق کیا ہوا ہے جس نے اسے اپنے آگے رکھا یعنی پیشوا بنایا تو یہ اسے اپنے پیچھے جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پیٹھ کے پیچھے کیا تو دوزخ میں لے جائے گا۔ [2]

(٧) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

" اقرء واالقران فانه يأتى يوم القيامة شفيعا لاصحابه"

---

[1] مسلم دوم کتاب الذکر والدعاء الخ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر۔

[2] الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۳۴۹ بحوالہ صحیح ابن حبان۔

قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ [1]

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا اور انھیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ کسی صحابی نے ایک قبر پر انجانے میں خیمہ نصب کیا تو وہاں سے ایک صاحب کی آواز آئی جو سورۂ ملک (تبارک الذی) کی تلاوت کرر ہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے پوری سورت پڑھی یہ سورت سن کر خیمہ لگانے والے صحابی نے آکر ماجرا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا

"هی المانعة هی المنجية تنجيه من عذاب القبر"

یہ سورت روکنے والی ہے نجات دلانے والی ہے بندہ کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔ [2]

☆☆☆

---

[1] مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل قرأۃ القران وسورۃ البقرۃ حدیث ۱۹۱۰۔

[2] ترمذی ج ۲ ص ۳۲۴، حدیث ۷۹۹، ابواب فضائل القران باب ماجاء فی سورۃ الملک۔

دوسرا باب

وہ روایتیں جن میں مرحومین کے لئے تلاوتِ قرآن اور اس کے ایصالِ ثواب کا ثبوت ہے

پہلی فصل

وہ روایتیں جن میں میت کے پاس تلاوت کا ثبوت ہے

(۱) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" اقرؤوا یٰس علی موتا کم"

تم اپنے مردوں کے پاس سورۂ یٰس پڑھو۔ [۱]

(۲) امام احمد بن حنبل حضرت معقل یسار رضی اللہ عنہ سے راوی آپنے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" یٰس قلب القراٰن لایقرؤھا رجل یرید اللہ تبارک وتعالیٰ

---

[۱] ابوداؤد کتاب الجنائز باب القرأۃ عند المیت حدیث ۳۱۲۳/ابن ماجہ ص ۱۰۴، کتاب الجنائز باب ماجاء فیما یقال عند المریض اذا حضر/مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۲۴ کتاب الجنائز باب ما یقال عند المریض اذا حضر/مسند احمد بن حنبل ج ۱۱ ص ۴۹ ۵ حدیث ۲۰۱۷۹۔ حدیث معقل بن یسار، مسند احمد کے محشی علامہ حمزہ احمد الزین نے کہا "اسنادہ حسن" اس حدیث کی سند حسن ہے۔

والدار الأخرة الا غفر له واقرؤوها علی موتاکم"

یٰسٓ قرآن کا دل ہے جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور آخرت کے ارادہ سے پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی، تم اسے اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ [1]

(۳) امام بیہقی حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"من قرأ یٰس ابتغاء وجه الله عزوجل غفر له ماتقدم من ذنبه فاقرؤوها عند موتاکم"

جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے سورۂ یٰس پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پس تم اسے اپنے مُردوں کے پاس پڑھا کرو۔ [2]

(۴) امام شعبی سے روایت ہے آپ نے فرمایا

"کانت الانصار یقرؤون عند المیت سورة البقرة"

انصار میت کے پاس سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔ [3]

(۵) امیہ ازدی جابر بن زید سے راوی

"انه کان یقرأ عند المیت سورة الرعد"

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۱۱ ص ۵۴۸/۵۴۹، حدیث ۲۰۱۷۸، حدیث معقل بن یسار، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی اول ص ۵۸۱ حدیث ۱۰۷۵، باب ما یقرأ علی المیت۔

[2] شعب الایمان للبیہقی ج ۲ ص ۹۶۴ باب فی تعظیم القرآن ذکر سورۃ یٰس حدیث ۲۴۵۸ / مشکوٰۃ اول ص ۱۸۹ کتاب فضائل القرآن۔

[3] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۲۳ کتاب الجنائز باب ما یقال عند المریض اذا حضر۔

کہ وہ میت کے پاس سورۂ رعد پڑھتے تھے۔ [1]

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں

"اذا حضر واموتاکم والزموھم لاالٰہ الا اللہ واغمضوا اعینھم اذا ماتوا واقرؤوا عندھم القرآن"

جب تم اپنے مردوں کے پاس حاضر ہو اور اُن پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ لازم کرو اور جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی آنکھیں بند کر دو اور ان کے پاس قرآن پڑھو۔ [2]

فائدہ:۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں مردوں کے پاس سورۂ یٰس پڑھنے کا حکم ہے اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جو شخص نزع کی حالت میں ہے اس کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جائے اور دوسرا یہ کہ انتقال کے بعد اس کی قبر کے پاس پڑھی جائے اور یہ دوسرا احتمال اس حدیث کا حقیقی معنی ہے، عمل دونوں پر ہے نزع کے وقت پڑھنا بھی جائز اور اسلاف کا معمول ہے اور قبر کے پاس پڑھنا بھی جائز ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث "اقرؤوا علٰی موتاکم" کے بارے میں حضرت قرطبی نے کہا کہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ میت کے پاس نزع کے عالم میں پڑھی جائے اور یہ احتمال بھی ہے کہ قبر کے پاس پڑھی جائے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۲۴ کتاب الجنائز باب مایقال عند المریض اذا حضر۔

[2] کنز العمال ج ۱۵ ص ۳۰۷ حدیث ۴۲۸۰۶۔

[3] مرقات ج ۴ ص ۱۷۴ کتاب الجنائز باب دفن المیت۔

یہی حضرت ملا علی قاری حدیث "فاقرء وھا عند موتاکم" کے تحت فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم ان لوگوں کے پاس سورۂ یٰسں پڑھو جو نزع کے عالم میں ہیں یا یہ مطلب ہے کہ تم اپنے مردوں کی قبروں کے پاس سورۂ یٰسں پڑھو کیوں کہ مردوں کو مغفرت کی زیادہ حاجت ہے۔ [1]

دوسری فصل

وہ روایتیں جن میں تدفین کے بعد قبر پر تلاوتِ قرآن کا ثبوت ہے

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

"اذا مات احدکم فلاتحبسوہ واسرعوابہ الی قبرہ ویقرأ عند رأسہ بفاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ"

جب تمہارا کوئی انتقال کرے تو اسے روکو مت، اسے جلد قبر تک پہنچاؤ اور اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الم سے مفلحون تک) اور اس کی پائنتی کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔ [2]

---

[1] مرقات ج ۴ص ۱۷۴، کتاب الجنائز باب دفن المیت۔

[2] مجمع الزوائد ج ۳ص ۱۶۱، حدیث ۴۲۴۲ کتاب الجنائز باب مایقول عند ادخال المیت القبر بحوالہ طبرانی کبیر/ مشکوٰۃ اول ص ۱۴۹ باب دفن المیت بحوالہ شعب الایمان/ القراءۃ عند القبور لابی بکر بن الخلال متوفی ۳۱۱ھ، حدیث ۲ص ۷۔

(۲) عبدالرحمن بن العلاء بن لجلاج بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا اے بیٹے "جب میرا انتقال ہو تو میرے لئے لحد بنانا پھر جب تو مجھے لحد میں رکھے تو پڑھنا

"بسم الله وعلى ملة رسول الله"

پھر میرے اوپر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا

"ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول ذالك"

پھر میرے سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور اس کی آخری آیتیں پڑھنا کیوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ [۱]

صاحبِ مجمع الزوائد علامہ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ھیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) کہتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ [۲]

امام نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں

---

[۱] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۶۲، حدیث ۴۲۴۳، کتاب الجنائز باب مایقول عند ادخال المیت القبر بحوالہ طبرانی کبیر/ السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۴ ص ۹۳ کتاب الجنائز باب ماورد فی قرأۃ القران عند القبر، حدیث ۷۰۶۸/ القراءۃ عند القبو رحدیث ا ص ۷ لابی بکر بن الخلال متوفی ۳۱۱ھ۔

[۲] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۶۲۔

"فی سنن البیھقی باسناد حسن ان ابن عمر استحب ان یقرأعلی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ و خاتمتھا "

سنن بیہقی میں سندِ حسن کے ساتھ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھنے کو مستحب قرار دیتے تھے [1]

تیسری فصل

وہ روایتیں جن میں زیارت قبور کے وقت تلاوتِ قرآن اور اس کے ایصال ثواب کا ثبوت ہے

(۱) ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی خلال (متوفی ۴۳۹ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"من مر علی المقابر و قرأ قل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعد دالاموات "

جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد (پوری سورۂ اخلاص) پڑھا پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اسے مُردوں کی تعداد کے برابر

---

[1] الاذکار ص ۱۴۷ باب مایقولہ بعد الدفن۔

اجر وثواب دیا جائے گا۔ [1]

(۲) ابو بکر عبدالعزیز صاحب الخلال اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف الله عنهم و كان له بعدد من فيها حسنات "

جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورۂ یٰس کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ قبر والوں سے عذاب کو کم فرما دیتا ہے اور مُردوں کی تعداد کے برابر اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔ [2]

---

[1] فضائل سورۂ اخلاص و مابقارئھا ج ۱ ص ۱۰۱، حدیث ۵۴/ کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۵۵ حدیث ۴۲۵۹۶ کتاب الموت الخ / مرقات شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۱۷۳ کتاب الجنائز باب دفن المیت/ فتح القدیر ج ۳ ص ۶۵ باب الحج عن الغیر / ردالمحتار ج ۴ ص ۱۲ مطلب فی اھداء ثواب الاعمال للغیر/ بنایہ شرح ھدایہ ج ۴ ص ۲۶۶ باب الحج عن الغیر بحوالہ دار قطنی/ الکلام علی وصول القراءۃ للمیت اول ص ۲۲۱ لابن ابی السرور المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۷۶ ھ)/شرح الصدور اول ص ۳۰۳ باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر لجلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ۔

[2] الکلام علی وصول القراءۃ للمیت اول ص ۲۲۲ لابن ابی السرور المقدسی الحنبلی المتوفی ۶۷۶ ھ/ المغنی لابن قدامہ الحنبلی المتوفی ۶۲۰ ھ، ج ۲ ص ۴۲۲ کتاب الجنائز فصل القراءۃ عند القبور / مرقات شرح مشکوۃ لملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، ج ۴ ص ۱۷۴ کتاب الجنائز باب دفن المیت/ شرح الصدور اول ص ۳۰۴ حدیث ۷ باب فی قراءۃ القرآن للمیت و علی القبر لجلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ ھ۔

(۳) ابو بکر عبدالعزیز صاحب الخلال اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"من زار قبر والديه او احدهما فقرأ عنده او عندهما يٰس غفر الله له "

جو شخص اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے پھر وہ اس کے یا دونوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ [۱]

(۴) حضرت ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) الکامل لابن عدی کے حوالہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں

"من زار قبر والديه او احدهما في كل جمعة فقرأ عند هما يٰس غفر له بعدد كل حرف منها"

جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور ان کے پاس سورۂ یٰس پڑھے تو سورۂ یٰس کے ہر حرف کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [۲]

---

[۱] الکلام علی وصول القراءۃ للمیت لابن ابی السرور المقدسی الحنبلی المتوفی ۶۷۶ھ ج ۱ ص ۲۲۲/ المغنی لابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ کتاب الجنائز فصل القراءۃ عند القبور ج ۲ ص ۴۲۲/ ۴۲۳۔

[۲] مرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ ج ۴ ص ۸۰ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرۃ الموت/ ھدیۃ الاحیاء للاموات لابی الحسن الھکاری (متوفی ۴۸۶ھ) حدیث نمبر ۲۴/ مسند الفردوس للامام الدیلمی، حدیث ۵۵۳۷ باب المیم۔

(۵) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

''من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهٰكم التكاثر ثم قال انى جعلت ثواب ماقرأت من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الى الله تعالىٰ''

جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اس نے سورۂ فاتحہ، قل ھو اللہ احد اور الھٰکم التکاثر کی تلاوت کی پھر کہا کہ جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا اس کا ثواب میں نے ان قبر والے مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کو بخشا تو یہ مُردے اللہ کی بارگاہ میں اس کے لئے سفارش کریں گے۔ [1]

(۶) ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال البغدادی الحنبلی (متوفی ۳۱۱ھ) روایت کرتے ہیں

''اخبرنى ابو يحيىٰ الناقد قال حدثنا سفيان بن وكيع قال حدثنا حفص عن مجالد عن الشعبى قال كانت الانصار اذا مات لهم ا لميت اختلفو الى قبره يقرؤون عنده القراٰن''

حضرت شعبی نے کہا کہ جب انصار کا کوئی انتقال کرتا تو انصار بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔ [2]

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ لملاعلی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) ج ۴ ص ۱۷۳ کتاب الجنائز باب دفن المیت / شرح الصدور اول ص ۳۰۳ باب فی قراءۃ القراٰن للمیت اوعلی القبر حدیث ۵ لجلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔

[2] [1] القراءۃ عند القبور لابی بکر بن الخلال اول ص ۸ حدیث ۷ / مرقات شرح مشکوٰۃ لملاعلی قاری ج ۴ ص ۱۷۳، کتاب الجنائز باب دفن المیت / کتاب الروح ص ۱۲، المسألۃ الاولیٰ / شرح الصدور اول ص ۳۰۳ باب فی قراءۃ القراٰن للمیت اوعلی القبر حدیث ۳۔

تیسرا باب

تلاوت قرآن کے ایصال ثواب کے بارے میں علماء وفقہا کے نظریات

پہلی فصل

فقہائے احناف کا نظریہ

علامہ برھان الدین مَرغینانی حنفی صاحبِ ہدایہ کا نظریہ

علامہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مَرغینانی حنفی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں

" ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما او صدقة اوغیرها عند اهل السنة والجماعة "

اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ (جیسے تلاوت اور ذکر) کا ثواب دوسرے کو بخش دے۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری کا نظریہ

علامہ بدرالدین محمود عینی حنفی شارح بخاری (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

" یعنی سواء کان جعل ثواب عمله لغیره صلوٰة اوصوما او صدقة

[1] ھدایہ ج ۲ ص ۲۴۵ باب الحج عن الغیر۔

اوغیرھا کالحج وقرأۃ القرآن والاذکار وزیارۃ قبور الانبیاء والشھداء والاولیاء والصالحین وتکفین الموتی وجمیع انواع البر"

یعنی انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے خواہ وہ عمل جس کا ثواب دوسرے کو بخشا نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا ان کے علاوہ ہو جیسے حج تلاوتِ قرآن، اذکار، انبیاء، شہدا، اولیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت، مُردوں کو کفن دینا اور نیکی کی تمام اقسام یعنی ان سب اعمال کا ایصال ثواب کرسکتا ہے۔ [1]

علامہ کمال الدین ابن ھمام حنفی کا نظریہ

علامہ کمال الدین ابن ھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) ھدایہ کی عبارت او غیرھا کے تحت لکھتے ہیں "کتلاوۃ القرآن والاذکار" یعنی انسان اپنے عمل نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ جیسے تلاوت قرآن اور اذکار کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔ [2]

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی کا نظریہ

علامہ زین الدین ابن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں

"والاصل فیہ ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اوصوما اوصدقۃ اوقرأۃ القرآن اوذکرا اوطوافا اوحجا اوعمرۃ او غیرذالک عند

[1] بنایہ شرح ہدایہ ج ۴ ص ۴۶۶ باب الحج عن الغیر۔

[2] فتح القدیر ج ۳ ص ۶۵ باب الحج عن الغیر۔

اصحابنا للکتاب والسنة"

اور اصل اس میں یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل نماز، روزہ، صدقہ، قرأۃ قرآن، ذکر، طواف، حج، عمرہ اور ان کے علاوہ دیگر اعمال کا ثواب ہمارے اصحاب کے نزدیک دوسرے کو بخش سکتا ہے اور یہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ [1]

علامہ حسن شرنبلالی حنفی کا نظریہ

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں

" فللانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره عند اهل السنة والجماعة صلاة کان اوصوماً او حجااوصدقة اوقرأة للقراٰن اوالاذکار اوغیر ذالک من انواع البرویصل ذالک الی المیت وینفعه "

اہلسنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے وہ عمل خواہ نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، صدقہ ہو، قرآن کی تلاوت ہو، ذکر ہو یا اس کے علاوہ دیگر نیکی کے کام ہوں، اور یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔ [2]

علامہ علاؤالدین حصکفی کا نظریہ

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں

---

[1] بحرالرائق ج ۳ ص ۱۰۵ کتاب الحج باب الحج عن الغیر۔

[2] مراقی الفلاح ص ۶۲۱ تا ۶۲۲ فصل فی زیارۃ القبور۔

"والاصل ان کل من اتی بعبادة مّا له جعل ثوابها لغیره"

اور اصل یہ ہے کہ ہر شخص کوئی بھی عبادت کر کے اس کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔ (یہاں عبادت عام ہے جو صدقہ، نماز، روزہ اور تلاوت قرآن وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ [1]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی کا نظریہ

علامہ ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) "بعبادة ما" کے تحت لکھتے ہیں

"ای سواء کانت صلاة اوصوما او صدقة اوقرأة اوذکرا اوطوافا اوحجا اوعمرة اوغیر ذالک"

(یعنی انسان ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے) خواہ وہ عبادت نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو، تلاوت قرآن ہو، ذکر ہو، طواف ہو، حج ہو، عمرہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور عبادت ہو۔ [2]

صاحبِ شرح العقیدۃ الطحاویہ علامہ علی بن علی حنفی کا نظریہ -

علامہ علی بن علی بن محمد بن ابی العز حنفی (متوفی ۷۹۲ھ) فرماتے ہیں

"واختلف فی العبادات البدنیة کالصوم والصلوٰة وقراءة القراٰن والذکر فذهب ابوحنیفة واحمد وجمهور السلف الیٰ وصولها"

---

[1] درمختار ج ۴ ص ۱۰ باب الحج عن الغیر۔

[2] ردالمحتار ج ۴ ص ۱۰ باب الحج عن الغیر مطلب فی اهداء ثواب الاعمال للغیر۔

بدنی عبادتوں مثلاً روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر کے ایصالِ ثواب میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور اسلاف کا مذہب یہ ہے کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ [1]

آگے فرماتے ہیں

'واما قراءة القرآن واهداء ها له بغیر اجرة فهذا یصل الیه کما یصل ثواب الصوم والحج"

رہا بغیر اجرت قرآن پڑھنا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے جیسے کہ روزے اور حج کا ثواب پہنچتا ہے۔ [2]

حضرت ملا علی قاری کا نظریہ

حضرت ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

"واختلف فی العبادات البدنیة کالصوم والصلوٰة وقراءة القرآن والذکر فذهب ابوحنیفة واحمد وجمهور السلف الیٰ وصولها "

بدنی عبادتوں مثلاً روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر کے ایصالِ ثواب میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور اسلاف کا مذہب یہ ہے کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ [3]

---

[1] شرح العقیدۃ الطحاویہ اول ص ۲۹۹۔

[2] شرح العقیدۃ الطحاویہ اول ص ۳۰۱۔

[3] شرح فقہ اکبر ص ۲۲۶ دار الایمان۔

دوسری فصل

مالکی فقہا کا نظریہ

علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ دشتانی مالکی (متوفی ۸۲۸ھ) لکھتے ہیں

جو شخص میت کے لئے ایصالِ ثواب کرتا ہے اس کو بھی اپنی سعی کا اجر ملتا ہے۔ اگر کوئی شخص اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور اس کا ایصالِ ثواب میت کو پہنچاتا ہے تو کیا تلاوت کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے؟ ہمارے شیخ ابو عبداللہ کہتے ہیں ان دونوں کو اجر ملے گا اور اجرت لینے کی وجہ سے پڑھنے والے کا ثواب باطل نہیں ہوگا جس طرح کوئی شخص اجرت لے کر نماز پڑھاتا ہے تو جماعت کا ثواب امام اور نمازیوں دونوں کو ملتا ہے اور اجرت لینے کی وجہ سے امامت کا اجر باطل نہیں ہوتا اسی طرح تلاوت کی اجرت لینے سے قرآن مجید پڑھنے والوں کا اجر باطل نہیں ہوگا۔ [1]

تیسری فصل

شافعی فقہا کا نظریہ

امام نووی یحییٰ بن شرف شافعی کا نظریہ

امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں

---

[1] اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۳۴۵۔

"واختلف العلماء فی وصول ثواب قراء ۃ القرآن فالمشهور من مذهب الشافعی وجماعة انه لایصل وذهب احمد بن حنبل وجماعة من العلماء وجماعة من اصحاب الشافعی الی انه یصل فالاختیار ان یقول القاری بعد فراغه اللهم اوصل ثواب ماقرأته الیٰ فلاں"

اور تلاوتِ قرآن کے ایصال ثواب میں علماء کا اختلاف ہے، امام شافعی اور ایک جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نہیں پہنچتا ہے اور امام احمد بن حنبل اور علماء کی ایک جماعت اور شافعیوں کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، پس مختار یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا فارغ ہونے کے بعد کہے اے اللہ میں نے جو کچھ تلاوت کی اس کا ثواب فلاں کو پہنچا۔ [1]

علامہ شمس الدین محمد بن احمد خطیب شافعی کا نظریہ

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشربینی الشافعی (متوفی ۹۷۷ھ) لکھتے ہیں

" وحکی المصنف فی شرح مسلم والاذکار وجها ان ثواب القراء ۃ یصل الی ا لمیت کمذهب الائمة الثلاثة،واختاره جماعة من الاصحاب منهم ابن الصلاح والمحب الطبری وابن ابی الدم و صاحب الذخائر وابن ابی عصرون وعلیه عمل الناس وما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن"

اور مصنف نے شرح مسلم اور اذکار میں بیان کیا کہ قرأت قرآن کا ثواب

---

[1] الاذکار ص ۱۵۰، باب ماینفع المیت من قول وغیرہ۔

میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے اور اسے اصحابِ شوافع کی ایک جماعت نے اختیار کیا، ان میں ابن صلاح، محبّ طبری، ابن ابی الدم، صاحب الذخائر اور ابن ابی عصرون شامل ہیں اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور مسلمان جسے اچھا جانیں تو وہ چیز عنداللہ بھی اچھی ہوتی ہے۔ [1]

علامہ محمد الزہری الغمراوی کا نظریہ

علامہ محمد الزہری الغمراوی الشافعی (متوفی ۱۳۳۷ھ) لکھتے ہیں

" ولکن المتاخرون علی نفع قرأۃ القراٰن وینبغی ان یقول اللھم اوصل ثواب ماقرأناہ لفلان بل ھذالایختص بالقرءاۃ فکل اعمال الخیر یجوز ان یسئال اللہ ان یجعل مثل ثوابھا للمیت الخ"

لیکن متاخرین شوافع قرأت قرآن کے نفع کو مانتے ہیں مناسب ہے کہ (تلاوت کرنے والا) کہے اے اللہ جو ہم نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور یہ صرف تلاوت قرآن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر نیک کام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ ان اعمال کا ثواب میت کو عطا کرے۔ [2]

علامہ شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزہ رملی کا نظریہ

علامہ شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزہ شہاب الدین رملی (متوفی

---

[1] مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج ج ۴ ص ۱۱۰/۱۱۱، کتاب الوصایا فصل فی احکام المعنویۃ

[2] السراج الوہاج علی متن المنہاج، کتاب الوصایا اول ص ۳۴۴۔

۱۰۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں

"وفی القرأة وجه وهو مذهب الائمة الثلاثة بوصول ثوابها للميت بمجرد قصده بها واختاره كثير من ائمتنا،وحمل جمع الاول على قراء ته لابحضرة المیت ولا بنية القارى ثواب قراء ته له اونواه ولم يدع"

قرأتِ قرآن کے بارے میں (شوافع کا) ایک قول اور ہے اور وہ ائمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام مالک، امام احمد علیہم الرحمہ) کا مذہب ہے کہ تلاوتِ قرآن سے میت کا قصد ہو تو میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور اسے ہمارے بہت سے اماموں نے اختیار کیا ہے اور شوافع کا پہلا قول کہ (قرأتِ قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا) اسے ایک جماعت نے اس پر محمول کیا ہے کہ (یہ حکم اس وقت ہے جب کہ) قرأتِ قرآن میت کے پاس نہ ہو یا تلاوت کرنے والا میت کو ایصالِ ثواب کی نیت نہ کرے یا نیت کرے مگر اس کے بعد دعا نہ کرے۔[1]

علامہ ابو بکر بن محمد دمیاطی البکری کا نظریہ

علامہ ابو بکر بن محمد شطا دمیاطی (الشہیر بالبکری) (متوفی ۱۳۰۲ھ) تحریر فرماتے ہیں

"وحكى المصنف فی شرح مسلم والاذكار وجها ان ثواب

---

[1] نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج ج ۶ ص ۹۳ فصل فی احکام معنویۃ للموصی بہ۔

القراء ة یصل الی ا لمیت کمذھب الائمة الثلاثة،واختارہ جماعة من الاصحاب منھم ابن الصلاح،والمحب الطبری،وابن ابی الدم وصاحب الذخائر ،وابن ابی عصرون وعلیه عمل الناس ،وماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن"

اور مصنف نے شرح مسلم اور اذکار میں ایک وجہ اور بیان کی کہ قرأت قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام مالک، امام احمد علیھم الرحمہ) کا مذہب ہے اور اسے اصحاب (شوافع) کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، ان میں سے ابن الصلاح، محبّ طبری، ابن ابی الدم، صاحب ذخائر اور ابن ابی عصرون ہیں، اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔ اور مسلمان جسے اچھا جانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ [1]

مقدمین شوافع بدنی عبادت کے ایصال ثواب میں اختلاف کے باوجود قبروں کے پاس تلاوتِ قرآن کو جائز و مستحب مانتے ہیں چنانچہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

" قال الشافعی والاصحاب یستحب ان یقرؤ و اعندہ شیئا من القران قالوا فان ختموا القران کله کان حسناً"

امام شافعی اور آپ کے اصحاب نے کہا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب

---

[1] اعانۃ الطالبین ج ۳ ص ۲۵۸ باب فی الوصیۃ۔

ہے اور اگر پورا قرآن ختم کریں تو یہ بہتر ہے۔ [1]

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشربینی الشافعی (متوفی ۹۷۷ھ) فرماتے ہیں

"ویقرأ عنده من القراٰن ماتیسر وهو سنة فی المقابر"

اور اس کے پاس جو میسر ہو قرآن پڑھا جائے اور یہ قبرستان میں سنت ہے۔ [2]

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں

"واستحب العلماء قراء ة القراٰن عند القبر لهذاالحدیث"

اور اس حدیث کی وجہ سے علماء نے قبر کے پاس تلاوتِ قرآن کو مستحب قرار دیا ہے۔ [3]

یہی امام نووی شافعی اذکار میں تحریر فرماتے ہیں

"ویستحب للزائر الاکثار من قراء ة القراٰن والذکر والدعاء لاهل تلک المقبرة وسائر الموتیٰ والمسلمین اجمعین ویستحب الاکثار من الزیارة وان یکثر الوقوف عند اهل الخیر والفضل"

اور قبروں کی زیارت کرنے والے کے لئے اہل قبور، سارے مرحومین اور

---

[1] الاذکار ص ۱۴۷، باب مایقوله بعد الدفن۔

[2] مغنی المحتاج اول ص ۳۶۳، کتاب الجنائز، مسائل منثورہ۔ دار الکتب العلمیۃ۔

[3] شرح مسلم کتاب الطهارۃ باب الدلیل علی نجاسۃ البول الخ۔

تمام مسلمانوں کے لئے کثرت سے قرآن کی تلاوت، ذکر اور دعا کرنا مستحب ہے اور قبروں کی کثرت سے زیارت کرنا اور اہلِ خیر و فضل (اولیاء، صلحاء کی قبروں) کے پاس دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے۔ [1]

علامہ ابوبکر ابن خلال بغدادی (متوفی ۳۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ روح بن الفرج نے کہا کہ میں نے حسن بن صباح زعفرانی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام شافعی سے قبر کے پاس قرآن پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [2]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں

" واما القراء ۃ علی القبر فجزم بمشرو عیتها اصحابنا وغیرهم وقال الزعفرانی سألت الشافعی رحمه الله عن القراء ۃ عند القبر فقال لاباس به "

قبر کے پاس قرآن پڑھنے کے مشروع (جائز) ہونے پر ہمارے اصحاب شوافع وغیرھم کا جزم (یقین) ہے، زعفرانی نے کہا کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے قبر کے پاس قرآن پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [3]

---

[1] الاذکار ص ۱۵۲، باب مایقولہ زائرالقبور۔
[2] القراءۃ عندالقبور لابی بکر بن الخلال اول ص ۷۔
[3] شرح الصدور اول ص ۳۰۳ باب فی قراءۃ القرآن للمیت اوعلی القبر۔

چوتھی فصل

حنبلی فقہا کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی کا نظریہ

ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) تحریر فرماتے ہیں

"ولاباس بالقراء ۃ عند القبور وقدروی عن احمد انہ قال اذادخلتم المقابر اقرء والآیۃ الکرسی وثلاث مرات قل ھو اللہ احد ثم قل اللھم ان فضلہ لاھل المقابر"

قبروں کے پاس قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہوتو آیۃ الکرسی اور تین بار قل ھو اللہ احد پڑھو پھر کہو اے اللہ اس کا ثواب ان قبر والوں کو پہنچا۔ [1]

امام ابن قدامہ آگے تحریر فرماتے ہیں

" وای قربۃ فعلھا وجعل ثوابھا للمیت المسلم نفعہ ذالک ان شاء اللہ تعالیٰ"

آدمی کوئی بھی قربت (نیک کام) کر کے اس کا ثواب مسلمان میت کو بخش

[1] المغنی لابن قدامہ ج ۲ص ۴۲۲، کتاب الجنائز فصل القرأۃ عند القبور۔

دے تو یہ اس میت کو نفع دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام ابن قدامہ نے یہاں پر بطورِ دلیل کچھ حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں دعا کے علاوہ میت کی طرف سے روزہ اور حج کا ذکر ہے ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"وھذہ الاحادیث صحاح وفیھا دلالة علی انتفاع المیت بسائر القرب لان الصوم والحج والدعاء والاستغفار عبادات بدنیة وقد اوصل اللہ نفعھا الی المیت فکذالک ماسواھا مع ماذکرنا من الحدیث فی ثواب من قرأ یٰس وتخفیف اللہ تعالیٰ عن اھل المقابر بقرأتہ"

یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں اس بات پر دلالت ہے کہ تمام عبادتوں سے میت کو نفع ہوتا ہے کیوں کہ روزہ، حج، دعا اور استغفار بدنی عبادتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ثواب میت کو پہنچاتا ہے تو اسی طرح ان کے علاوہ دیگر بدنی عبادتوں کا ثواب بھی پہنچائے گا۔

نیز ہم نے وہ حدیث ذکر کردی ہے جس میں سورۂ یٰسین کے پڑھنے کا ثواب اور اس کے پڑھنے سے اہل قبور سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کم کرنے کا بیان ہے۔ [1]

---

[1] المغنی لابن قدامہ ج ۲ ص ۴۲۳ کتاب الجنائز فصل ای قربۃ فعلھا وجعل ثوابھا للمیت نفعہ ذالک۔

امام ابن قدامہ خصوصیت کے ساتھ تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"ولنا ماذکرناہ، وانہ اجماع المسلمین فانھم فی کل عصر ومصر یجتمعون ویقرء ون القرآن ویھدون ثوابہ الی موتاھم من غیر نکیر، ولان الحدیث صح عن النبی ﷺ ان المیت یعذب ببکاء اھلہ" واللہ اکرم من ان یوصل عقوبۃ المعصیۃ الیہ ویحجب عنہ المثوبۃ،

اور ہماری دلیل وہ حدیثیں ہیں جو ہم نے ذکر کیں اور (دوسری دلیل) یہ کہ اس پر (تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب پر) مسلمانوں کا اجماع ہے اس لئے کہ ہر زمانے اور ہر شہر میں بلا اعتراض وانکار مسلمان جمع ہو کر قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب اپنے مردوں کو پہنچاتے رہے ہیں۔ اور (تیسری دلیل) یہ کہ نبی کریم ﷺ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ میت کو اس کے اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت کریم ہے اس سے کہ وہ معصیت کی سزا تو میت کو پہنچائے اور میت سے ثواب کو روک لے۔ [1]

یہی علامہ ابن قدامہ الکافی میں فرماتے ہیں

" وان فعل عبادۃ بدنیۃ کالقراءۃ والصلوٰۃ والصوم وجعل

---

[1] المغنی لابن قدامۃ ج ۲ ص ۴۲۴، کتاب الجنائز فصل ای قربۃ فعلھا وجعل ثوابھا للمیت نفعہ ذالک۔

ثوابها للميت نفعه ايضاً لانه احدى العبادات فاشبهت الواجبات ولان المسلمين يجتمعون فى كل مصرويقرء ون ويهدون لموتاهم ولم ينكره منكرفكان اجماعاً"

اگر کسی نے بدنی عبادت مثلاً تلاوتِ قرآن، نماز، روزہ وغیرہ کی اور اس کا ثواب میت کو بخش دیا تو یہ بھی اس کو نفع دے گی کیوں کہ یہ بھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے پس یہ واجبات سے مشابہ ہے اور اس لئے بھی کہ مسلمان ہر شہر میں جمع ہوتے اور قرآن پڑھتے اور اپنے مردوں کو بخشتے رہے ہیں اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا پس یہ اجماع ہوا۔ [1]

علامہ عبدالرحمٰن بن ابراھیم ابو محمد بہاؤالدین حنبلی کا نظریہ

علامہ عبدالرحمان بن ابراھیم بن احمد ابو محمد بہاؤالدین المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۲۴ھ) لکھتے ہیں

"واما قراء ة القرآن واهداء ثوابه للميت فالاجماع واقع على فعله من غير نكير وقد صح الحديث ان ا لميت ليعذب ببكاء اهله (رواه البخارى)والله سبحانه اكرم من ان يوصل اليه العقوبة ويحجب عنه المثوبة"

رہا قرآن پڑھنا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا تو اس کے جواز پر بلا انکار

---

[1] الکافی فی فقہ الامام احمد، کتاب الجنائز اول ص ۳۷۷۔

اجماع واقع ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ میت کو اس کے اہلِ خانہ کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے اور اللہ سبحانہ اس سے کریم ہے کہ وہ میت تک عذاب تو پہنچائے اور ثواب نہ پہنچائے۔ [1]

علامہ ابراھیم بن محمد ابو اسحاق برہان الدین حنبلی کا نظریہ

ابراھیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن اسحاق بن مصلح ابو اسحاق برہان الدین (متوفی ۸۸۴ھ) لکھتے ہیں

" (وای قربة فعلها)من دعاء واستغفار وصلوٰة وصوم وحج وقراء ة وغیر ذالک (وجعل ثواب ذالک للمیت المسلم نفعه ذالک)قال احمد ا لمیت یصل الیه کل شئی من الخیر للنصوص الواردة فیه،ولان المسلمین یجتمعون فی کل مصر ویقرء ون ویهدون لموتاهم من غیر نکیر فکان اجماعاً"

اور آدمی کوئی بھی قربت (نیکی) دعاء استغفار، نماز، روزہ، حج، قرأۃِ قرآن وغیرہ کرے اور اس کا ثواب مسلمان میت کو بخشے تو یہ میت کو نفع دے گا، امام احمد نے کہا کہ میت کو ہر نیکی کا ثواب پہنچتا ہے ان نصوص کی وجہ سے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور اس لئے کہ مسلمان ہر شہر میں بلا انکار جمع ہوتے اور قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب اپنے مردوں کو بخشتے رہے ہیں پس یہ اجماع ہوا۔ [2]

---

[1] العدۃ شرح العمدۃ، کتاب الجنائز، اول ص ۱۳۴، دار الحدیث قاھرہ۔

[2] المبدع فی شرح المقنع ج ۲ ص ۲۸۱، کتاب الجنائز باب ماینفع المیت بعد موتہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

علامہ علاؤ الدین ابو الحسن علی بن سلیمان حنبلی کا نظریہ

علامہ علاؤ الدین ابو الحسن علی بن سلیمان المرداوی الدمشقی الحنبلی (متوفی ۸۸۵ھ) تحریر کرتے ہیں

"شمل قوله (وای قربة فعلها) الدعاء والاستغفار والواجب الذی تدخله النیابة وصدقة التطوع والعتق وحج التطوع فاذا فعلها المسلم وجعل ثوابها للمیت المسلم نفعه ذالک اجماعاً وکذا تصل الیه القراء ة والصلوٰة والصیام"

مصنف کا قول "وای قربة فعلها" دعا، استغفار، واجب جس میں نیابت جائز ہے، نفل صدقہ، غلام آزاد کرنے اور نفل حج کو شامل ہے پس جب مسلمان قربت (عبادت) کرے اور اس کا ثواب مسلم میت کو بخشے تو بالاجماع اس کو نفع ہوگا، اسی طرح میت کو تلاوتِ قرآن، نماز اور روزوں کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ [1]

شیخ ابن تیمیہ کا نظریہ

شیخ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

"واما القراء ة والصدقة وغیرهما من اعمال البر فلانزاع بین علماء السنة والجماعة فی وصول ثواب العبادات المالیة کالصدقة والعتق کما یصل الیه ایضاً الدعاء والاستغفار والصلوٰة

---

[1] الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، ج ۲ ص ۵۶۰ کتاب الجنائز، دار احیاء التراث العربی۔

علیه صلاۃ الجنازۃ و الدعاء عند قبرہ،)وتنازعوا فی وصول الاعمال البدنیة کالصوم و الصلوٰۃ و القرءۃ و الصواب ان الجمیع یصل الیه فقد ثبت فی الصحیحین عن النبی ﷺ انه قال من مات وعلیه صیام صام عنه ولیه ،وثبت ایضا انه امر امرءۃ ماتت امها وعلیها صوم ان تصوم عن امها وفی المسند عن النبی ﷺ انه قال لعمرو بن العاص لوان اباک اسلم فتصدقت عنه او صمت او اعتقت عنه نفعه ذالک وهذا مذهب احمد و ابی حنیفة و طائفة من اصحاب مالک و الشافعی"

(صدقہ، عتق وغیرہ مالی عبادتوں کے ایصالِ ثواب میں علمائے اہل سنت وجماعت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن وغیرہ بدنی اعمال کے ثواب پہنچنے میں اختلاف ہےاور درست وصواب یہ ہے کہ تمام اعمال (خواہ مالی ہوں یا بدنی) کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، صحیحین (بخاری ومسلم) میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا انتقال ہوااور اس پر روزے ہیں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے،اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو جس کی ماں کا انتقال ہو گیا اور اس پر روزے تھے حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھے،اور مسند احمد میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے آپ نے عمرو بن العاص سے فرمایا اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا اور تو اس کی طرف سے صدقہ کرتا یا روزہ رکھتا یا غلام آزاد کرتا تو یہ تیرے باپ کو نفع دیتا،اور یہی امام احمد، امام ابو حنیفہ اور امام

مالک اور امام شافعی علیہم الرحمہ کے اصحاب میں سے ایک گروہ کا مذہب ہے۔ [1]

شیخ ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا میت کے گھر والے قرأت قرآن، تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا ثواب میت کو پہنچائیں تو ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ شیخ ابن تیمیہ نے جواب دیا

"یصل الی المیت قراءة اهله وتسبیحهم وتکبیرهم وسائر ذکرهم لله تعالیٰ اذا اهدوه الی المیت وصل الیه"

میت کے اہلِ خانہ کی قرأتِ قرآن، تسبیح وتکبیر میت کو پہنچتی ہے اور تمام اذکار جو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جب ان کا ثواب میت کو ہدیہ کیا تو وہ میت کو پہنچتا ہے۔ [2]

ایک اور اسی قسم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

"اما وصول ثواب العبادات البدنية کالقراءة والصلوٰة والصوم فمذهب احمد وابی حنیفة وطائفة من اصحاب مالک والشافعی الی انها تصل"

رہا عباداتِ بدنیہ جیسے تلاوتِ قرآن، نماز اور روزہ کا ایصالِ ثواب تو امام احمد، امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی کے اصحاب میں سے ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ [3]

---

[1] مجموع الفتاویٰ جز ۲۴ ص ۳۶۶ رسالۃ فی احوال المیت۔

[2] مجموع الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۷۲، مسألہ ھل قراءۃ اھل المیت تصل الیہ؟

[3] مجموع الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۷۳، مسألہ ھل القراءۃ تصل الی المیت الخ۔

ابوعبداللہ حافظ ابن قیم جوزیہ کا نظریہ

ابوعبداللہ حافظ ابن قیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

"واختلفوا فی العبادة البدنیة کالصوم والصلاة وقرأة القرآن والذکر ،فمذھب الامام احمد وجمھور السلف وصولھا"

عبادت بدنیہ مثلاً روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر کے ایصال ثواب میں علما کا اختلاف ہے پس امام احمد اور جمہور اسلاف کا مذہب یہ ہے کہ ان بدنی عبادتوں روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر وغیرہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ [1]

حافظ ابن قیم آگے لکھتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ آدمی نماز، صدقہ وغیرہ کوئی اچھا کام کرتا ہے پھر وہ اس کا آدھا ثواب اپنی ماں یا باپ کو بخش دیتا ہے تو یہ کیسا ہے؟ آپ نے کہا میت کو صدقہ وغیرہ ہر چیز کا ثواب پہنچتا ہے اور کہا کہ تین بار آیۃ الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھ اور پھر کہہ اے اللہ! اس کا ثواب قبر والوں کو عطا فرما۔ [2]

پانچویں فصل

غیر مقلد علماء کا نظریہ

نواب وحید الزماں کا نظریہ

نواب وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد عالم (متوفی ۱۳۳۸ھ) لکھتے ہیں

---

[1] کتاب الروح ص ۱۰۴۔

[2] کتاب الروح ص ۱۰۴، المسالۃ السادسۃ عشرۃ۔

"واختلف اصحابنا فی ثواب العبادات البدنیة کقراٰۃ القراٰن وغیرھا ومذھب المحققین من اھل الحدیث ان ثواب کل عبادۃ بدنیة کانت کختم القراٰن اومالیة کالصدقة یصل الیھم سواء اھدی لھم کل الثوب اونصفه اوربعه نص علیه الامام احمد وقال یصل الی المیت کل شئی من صدقة وصلوٰۃ وحج واعتکاف وقراٰۃ وذکر وغیرذالک"

اور ہمارے اصحاب کا بدنی عبادتوں مثلاً تلاوت قرآن وغیرہ کے ایصال ثواب میں اختلاف ہے اور محققین اہلِ حدیث (غیر مقلدوں) کا مذہب یہ ہے کہ ہر بدنی عبادت جیسے تلاوت قرآن اور مالی عبادت جیسے صدقہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے خواہ انھیں پورا ثواب بخشے یا آدھا یا چوتھائی، امام احمد بن حنبل نے اس کی تصریح کی ہے اور کہا کہ میت کو صدقہ، نماز حج، اعتکاف، قرأتِ قرآن، ذکر وغیرہ میں سے ہر ایک چیز کا ثواب پہنچتا ہے۔ [1]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا نظریہ

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد عالم (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

"زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے یہ عمل نیکی، احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہتی ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے عبادات کا ہدیہ پیش کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لئے

---

[1] ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی ص ۱۰۷۔

ایک دن کے روزے یا قرآن کے ایک پارے کی تلاوت کا ھدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادت کو دوسروں کے لئے ہدیۃً پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کرے"۔ [1]

شیخ شمس الحق عظیم آبادی کا نظریہ

شیخ شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد عالم (متوفی ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں

"اختلف فی العبادات البدنیة کالصوم والصلاۃ وقراۃ القران والذکر فمذھب احمد وجمھور السلف وصولھا"

بدنی عبادتوں کے ایصال ثواب میں علما کا اختلاف ہے مثلاً روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر پس امام احمد اور جمہور اسلاف کا مذہب یہ ہے کہ ان سب عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے۔ [2]

چھٹی فصل

دیوبندی علماء کا نظریہ

شیخ رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندی عالم (متوفی ۱۳۲۳ھ) لکھتے ہیں

---

[1] سراج الوھاج ج۲ ص۵۵۔

[2] عون المعبود ج۸ ص۶۳ کتاب الوصایا۔

''اگر بلا تعین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمۂ طیبہ اور ایصال ثواب اس کا کریں تو جائز ہے''۔ [1]

شاہ اسماعیل کا نظریہ

شاہ اسماعیل صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ) جو دیو بندیوں، تبلیغیوں اور غیر مقلدوں کے بالاتفاق رہنما اور قائد و بزرگ ہیں لکھتے ہیں

''جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جا کر سورۂ یٰسین کا پڑھنا (حدیث میں) وارد ہوا ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد غلام آزاد کئے اور باقی عبادتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہئے، پس جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جناب الٰہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریق ہے اور یہ بہت بہتر اور مستحسن طریقہ ہے اور وہ شخص کہ جس کے روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اس کے حقداروں میں سے ہے اس کے حق کے برابر ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہوگی پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں''۔ [2]

شاہ اسماعیل صاحب دہلوی اسی کتاب میں آگے لکھتے ہیں

''یہ بھی گمان نہ کریں کی فوت شدہ لوگوں کو طعام (کھانے) سے فائدہ

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ج اول ص ۲۳۰ کتاب البدعات۔

[2] صراط مستقیم مترجم ص ۹۳/۹۴ دوسری سبیل، چھٹا افادہ۔

پہنچانا اور ان کی فاتحہ خوانی ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ یہ کام تو بہت بہتر اور افضل ہے''۔ [1]

اسی میں چند سطر کے بعد لکھتے ہیں

''جب میت کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانے کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہئے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے''۔ [2]

☆☆☆

چوتھا باب

تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب کے چند اہم واقعات

تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب کے کچھ خاص واقعات ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ کس طرح تلاوت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے نفع اندوز ہوتے ہیں۔

یہ واقعات اگر چہ خواب کے ہیں مگر یہ خواب صالح مومنین کے ہیں جنھیں خواب قرار دے کر یکسر رد نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اسلام میں مؤمنوں کے خواب کی بھی ایک اہمیت ہے علما کہتے ہیں کہ جب مؤمنوں کے خواب کسی چیز پر باہم متفق ہوں تو ان کا اتفاق اسی طرح ہے جس طرح مؤمنوں کی روایتوں اور آرا کا کسی چیز

---

[1] صراط مستقیم مترجم ص ۱۱۰ تیسری ہدایت۔

[2] صراط مستقیم مترجم ص ۱۱۰۔

کے اچھا یا برا ہونے پر اتفاق ہوتا ہے اور مؤمنوں کی رائے جب کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے پر متفق ہو تو وہ چیز عند اللہ بھی اچھی یا بری ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

"ماراه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن وماراوه قبيحا فهو عند الله قبيح". [1]

اس بات کا اشارہ اس حدیث میں بھی موجود ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کو رمضان کی آخری راتوں میں شب قدر خواب میں دکھائی گئی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

" ارى رؤيا كم قد تواطات فى السبع الاواخر فمن كا متحريهافليتحر ها فى السبع الاواخر "

میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات راتوں میں باہم موافق ہیں پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ [2]

واقعات

(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے شرح الصدور میں، علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اشعۃ اللمعات میں علامہ یافعی کے حوالہ سے اور علامہ ابوبکر بن محمد شطا دمیاطی شافعی (الشھیر بابن البکری) (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے اعانۃ الطالبین میں یہ واقعہ لکھا ہے

---

[1] کما افادہ الحافظ ابن قیم فی کتاب الروح ص ۱۱۔

[2] بخاری اول ص ۱۷۷ کتاب الصیام باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر/ مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر الخ حدیث ۲۶۵۷۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے، پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، تو ان سے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے تو آپ نے عالمِ برزخ میں اِس کے بارے میں کیا پایا؟ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا میں دنیا میں یہ فتویٰ دیتا تھا کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے لیکن اب جب کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو دیکھا تو اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا اور اب مجھ پر واضح ہو گیا کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ [1]

(۲)

حافظ ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

ابو یحییٰ الناقد نے کہا کہ میں نے حسن بن جروی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنی بہن کی قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے اُس کے پاس "تبارک" یعنی سورۂ ملک پڑھی، ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا میں نے آپ کی بہن کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہی تھی اللہ ابو علی کو جزائے خیر دے مجھے اس سے فائدہ ہوا جو اس نے پڑھا تھا۔ [2]

(۳)

یہی علامہ ابن قیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

---

[1] شرح الصدور اول ص ۳۰۳، باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر / اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۸۸۵، باب دفن المیت / اعانۃ الطالبین ج ۳ ص ۲۵۸ باب فی الوصیۃ۔

[2] کتاب الروح ص ۱۲، المسألۃ الاولیٰ / القراءۃ عند القبور لابی بکر بن الخلال اول ص ۱۰۔

حسن بن ھیثم بیان کرتے ہیں میں نے ابوبکر بن اطروش ابن بنت ابی نصر بن التمار کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص جمعہ کے دن اپنی ماں کی قبر پر آتا تھا اور سورۂ یٰس پڑھتا تھا پس ایک دن وہ آیا اور اس نے سورۂ یٰس پڑھی پھر یوں کہا

"اللھم ان کنت قسمت لھذہ سورۃ ثوابا فاجعله فی اھل ھذہ المقابر"

اے اللہ اگر تو اس سورت کا ثواب بانٹتا ہے تو اس کا ثواب ان تمام اہلِ قبور کو عطا فرما، پس اس کے بعد والے جمعہ کو ایک عورت آئی اور اس نے کہا تو فلاں عورت کا بیٹا ہے؟ اس شخص نے کہا ہاں، عورت نے کہا میری ایک بیٹی تھی جس کا انتقال ہوگیا میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے کنارہ پر بیٹھی ہوئی ہے، میں نے پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں عورت کا بیٹا اپنی ماں کی قبر پر آیا اور اس نے سورۂ یٰس پڑھی اور اس کا ثواب تمام قبرستان والوں کو بخشا تو ہمیں اس کی رحمت و برکت ملی یا کہا ہمیں بخش دیا گیا۔ [1]

(۴)

جناب زکریا صاحب جو تبلیغی جماعت کے بڑے رہنما ہیں لکھتے ہیں

"ایک عورت کا گنہ گار بیٹا مر گیا ماں نے خواب میں دیکھا کہ اس کو عذاب ہو رہا ہے وہ بہت پریشان ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ نہایت خوش وخرم ہے ماں نے پوچھا یہ کیا ہوگیا؟ اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گنہ گار شخص اس قبرستان سے گزرا قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف

---

[1] کتاب الروح ص ۱۲ المسألۃ الاولیٰ / القراءۃ عند القبور لابی بکر بن الخلال المتوفی ۳۱۱ھ ج اول ص ۱۲۔

پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں میں تھا اس میں سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو، میری ماں حضور پر درود دلوں کا نور ہے، گناہوں کا کفارہ ہے اور زندہ اور مردہ دونوں کے لئے رحمت ہے۔ [1]

(۵)

علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری سلمہ بن عبید سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ حماد مکی نے بیان کیا

"خرجت لیلة الی مقابر مکة فوضعت رأسی علی قبر فنمت فرایت اهل المقابر حلقة فقلت قامت القیامة قالوا لاولکن رجل من اخواننا قرأقل هوالله احد وجعل ثوابها لنا فنحن نقسمه منذ سنة"

میں ایک رات مکہ شریف کے قبرستان کی طرف نکلا میں نے اپنا سر ایک قبر پر رکھا اور سو گیا پس میں نے قبر والوں کو حلقہ بنائے دیکھا، میں نے کہا قیامت قائم ہوگئی؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، بلکہ ہمارے بھائیوں میں سے ایک شخص نے قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا تھا پس ایک سال سے ہم اسے آپس میں تقسیم کر رہے ہیں۔ [2]

☆☆☆

---

[1] فضائل اعمال اول باب فضائلِ درود ص ۱۰۲/۱۰۱ ملخصا ادارہ اشاعتِ دینیات دہلی۔

[2] مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۱۷۳/۴ کتاب الجنائز باب دفن المیت۔

خاتمہ

تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب سے متعلق اعتراضات اوران کے جوابات

ماقبل میں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ بدنی عبادت مثلاً تلاوت قرآن وغیرہ کے ایصال ثواب میں متقدمین شوافع اور مالکیہ کا اختلاف تھا مگر متاخرین شوافع اور مالکیہ اسے جائز مانتے ہیں اس طرح اب چاروں مسلک عبادت مالیہ کی طرح عبادت بدنیہ جیسے تلاوتِ قرآن وغیرہ کے ایصال ثواب کے جواز کے قائل ہیں اور اس پر اب سب کا اتفاق ہے مگر پھر بھی تلاوتِ قرآن کے ایصال ثواب پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے سنی عوام کو اس کارِ خیر سے برگشتہ ومحروم کیا جاتا ہے اس لئے مناسب جانا کہ ان اعتراضات کے جواب بھی تحریر کردیئے جائیں تاکہ ہمارے سنی بھائی ان سے استفادہ کر کے خود کو محفوظ ومطمئن کرسکیں اور اسلاف کے طریقہ پر چلتے ہوئے اپنے مرحوم عزیز واقارب کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچا سکیں۔

ان اعتراضات وجوابات کو سوال وجواب کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

(۱) سوال۔ کیا مرحومین کے لئے تلاوت قرآن (قرآن خوانی) کا ایصال ثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

اس سوال کے حسبِ ذیل چند جواب ہیں

جواب (۱) شریعت مطہرہ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی چیز کے جائز ہونے

کے لئے بعینہ اس چیز کا ثبوت قرآن وحدیث سے ضروری نہیں ہے بلکہ ناجائز وممنوع ہونے کے لئے دلیل شرعی یعنی قرآن وحدیث سے ثبوت ضروری ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

"الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ماحرم الله فی کتابه وماسکت عنه فهو مماعفاعنه"

وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال قرار دیا اور وہ چیز حرام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حرام ٹھہرایا اور وہ چیزیں جن سے سکوت فرمایا گیا تو وہ معاف ہیں۔ [1]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"مااحل الله فی کتابه فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سکت عنه فهو عافیة فاقبلوا من الله عافیة ان الله لم یکن نسیاً"

جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے پس تم اللہ سے عافیت لے لو بے شک اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں۔ [2]

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا

"ان الله تعالیٰ فرض فرائض فلاتضیعوها وحرم حرمات فلاتنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها"

---

[1] ترمذی اول ص ۸۳۵ حدیث ۱۷۸۱ کتاب اللباس باب فی لبس الفراء۔

[2] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۱ کتاب الضحایا باب مالم یذکر تحریمہ الخ حدیث ۱۹۷۲۴۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں تو تم انھیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں تو تم ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھی ہیں تو تم ان حدوں سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بلا نسیان سکوت فرمایا ہے تو تم ان کے بارے میں بحث مت کرو۔ [1]

حضرت ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) تیسری حدیث حضور علیہ السلام کے ارشاد "فلا تبحثوا عنها" کے تحت فرماتے ہیں

" دل علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحة کقوله تعالی" هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً" [2]

یہ ارشاد نبوی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت یعنی ان کا جائز ہونا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد" هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا" سے اباحت ثابت ہوتی ہے۔ [3]

امام ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) قرآن مجید کی چند آیتیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

" یحتج لجمیع ذالک فی ان الاشیاء علی الاباحة ممالا یحظره العقل فلایحرم منه شئی الاما قام دلیله "

ان تمام آیتوں سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ تمام اشیاء اصلاً

---

[1] مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ج ۱ ص ۶۲/ سنن دار قطنی کتاب الاشربۃ وغیرھا ج ۴ ص ۱۸۴ حدیث ۴۲/ السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۱۰ ص ۲۱ کتاب الضحایا باب مالم یذکر تحریمہ الخ حدیث ۱۹۷۲۵۔

[2] سورۂ بقرہ ۲۹۔

[3] مرقات شرح مشکوۃ اول ص ۲۰۴ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

اباحت پر ہیں جو کہ عقل کے خلاف نہ ہوں پس ان میں سے کوئی چیز اس وقت تک حرام نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے حرام ہونے پر دلیل قائم نہ ہو۔ [1]

امام عبداللہ بن محمود بن احمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) آیت کریمہ " ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً" (سورۂ بقرہ ۲۹) کے تحت لکھتے ہیں

" وقد استدل الکرخی وابوبکر الرازی والمعتزلۃ بقولہ "خلق لکم" علی ان الاشیاء التی یصح ان ینتفع بھا خلقت مباحۃ فی الاصل جمیعاً "

امام کرخی، ابوبکر رازی اور معتزلہ نے آیت کریمہ "خلق لکم" سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ تمام چیزیں جن سے نفع حاصل ہوتا ہے اصل اباحت پر پیدا کی گئی ہیں۔ [2]

علامہ شمس الدین سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) نے اپنی کتاب المبسوط میں، علامہ ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے اپنی کتاب ردالمختار میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب فتح الباری شرح بخاری میں اس اصول کو کہ "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" (اشیا میں اصل جائز ہونا ہے) تحریر کیا ہے

ان احادیث اور علماء کی تصریحات سے واضح ہوا کہ اشیا میں اصل اباحت ہے یعنی جن اشیا کو قرآن وحدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے وہ حرام ہیں اور جن کو حلال قرار دیا گیا ہے وہ حلال ہیں اور جن اشیا کی حلت وحرمت سے خاموشی اختیار

---

[1] احکام القرآن جلد اول ص ۲۸۔

[2] مدارک التنزیل ج ا ص ۲۹۔

کی گئی ہے وہ جائز ہیں، صرف اس لئے ان کو ناجائز قرار دینا کہ قرآن وحدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے اپنی طرف سے شریعت بنانا ہے، پس جب تک کوئی چیز یا عمل قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کے مخالف نہ ہو اور نہ صراحت کے ساتھ شریعت نے اس کو ممنوع قرار دیا ہو تو وہ جائز ہے۔ لہٰذا مرحومین کے لئے قرآن خوانی کے جائز ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ قرآن وحدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا ہاں جو اسے ناجائز قرار دے اس کے ناجائز ہونے پر دلیل دینا اس کی ذمہ داری ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں "البینة علی المدعی" دعویٰ کرنے والے پر دلیل دینا لازم ہے۔ [1]

وہ بتائے کہ قرآن کی فلاں آیت یا فلاں حدیث میں مرحومین کے لئے قرآن خوانی سے منع کیا گیا ہے، صرف یہ کہہ دینا کہ قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے عدم جواز کی دلیل نہیں ہے۔

جواب (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ مرحومین کے لئے تلاوت قرآن کے ایصال ثواب کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے، قرآن میں ہے "وقل رب ارحمهما" اور کہہ اے میرے رب! میرے والدین پر رحم فرما۔ [2]

اور حدیث میں ہے "من مات وعلیه صیام صام عنه ولیه" جس کا انتقال ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ [3]

---

[1] ترمذی اول ص ۲۴۷ حدیث ۱۳۵۱، ابواب الاحکام باب ما جاء فی ان البینة علی المدعی۔

[2] سورۂ اسراء آیت نمبر ۲۴۔

[3] بخاری باب من مات وعلیه صوم۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ والدین کے انتقال کے بعد کس طرح نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

"ان من البر بعد البران تصلی لابویک مع صلاتک تصوم لهما مع صومک"

انتقال کے بعد نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھ۔ [1]

دیکھئے دعا، نماز اور روزہ بدنی عبادتیں ہیں اور ان کا ثواب ونفع میت کو ملتا ہے ٹھیک اسی طرح تلاوت قرآن بھی بدنی عبادت ہے تو دیگر بدنی عبادتوں کی طرح اس کا ثواب ونفع بھی میت کو ملے گا۔ اب کون سی وجہ ہے کہ بعض بدنی عبادتوں خصوصاً روزہ جو کہ صرف نیت اور نفس کو مفطرات سے بچانے کا نام ہے کا ثواب میت کو ملے اور تلاوت قرآن کا ثواب نہ ملے جو زبان سے پڑھا اور کانوں سے سنا جاتا ہے؟ بلکہ صحیح یہ ہے کہ روزہ کا ثواب پہنچنا دلیل ہے ہر بدنی عبادت کا ثواب پہنچنے کی۔

چنانچہ شمس الدین ابو عبداللہ حافظ ابن قیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنی کتاب "الروح" میں لکھتے ہیں

"وقد نبه النبی ﷺ بوصول ثواب الصوم الذی هو مجرد ترک و نیة تقوم بالقلب لایطلع علیه الا الله، ولیس بعمل الجوارح علی وصول ثواب

---

[1] مسلم اول ص ۳۶ باب فی ان الاسناد من الدین حدیث ۳۴/ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۶۱/ بنایہ ج ۴ ص ۴۶۶۔

القرأة التی هی عمل باللسان تسمعه الاذن وتراه العین بطریق الاولیٰ،

ویوضحه ان الصوم نیة محضة و کف النفس عن المفطرات وقد اوصل الله ثوابه الی المیت فکیف بالقرأة التی هی عمل ونیة بل لاتفتقر الی النیة فوصول ثواب الصوم الی المیت فیه تنبیه علی وصول سائر الاعمال" [1]

روزہ جو کہ محض ترک (کھانے، پینے اور جماع کو چھوڑنے) اور نیت یعنی دل کے ارادہ کا نام ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا اور یہ عمل جوارح سے بھی نہیں ہے، اس روزہ کے ثواب پہنچنے سے نبی کریم ﷺ نے اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ قرأتِ قرآن جو کہ عمل باللسان ہے جسے کان سنتے اور آنکھیں دیکھتی ہیں اس کا ثواب بطریقِ اولیٰ پہنچے گا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ روزہ محض نیت اور نفس کو مفطرات سے روکنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو پہنچاتا ہے تو قرأتِ قرآن کا ثواب کیوں نہیں پہنچائے گا جو کہ عمل اور نیت دونوں ہے بلکہ اس میں نیت کی حاجت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا میت کو روزہ کا ثواب پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ میت کو تمام اعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔ [1]

جواب (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ ماقبل میں جو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ان میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مرحومین کے لئے تلاوت قرآن جائز ہے اور انھیں اس کا اجر و نفع ملتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی اجر ملتا ہے خصوصاً یہ حدیث جس میں حضور ﷺ نے فرمایا

---

[1] کتاب الروح ص ۱۰۸، المسألة السادسة عشر۔

"من مر علی المقابر وقرا قل هو الله احد احدی عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات"

جو شخص قبرستان سے گزرے اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسے تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ [1]

اس حدیث میں خاص تلاوت قرآن کے ایصال ثواب کا ذکر ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تلاوت قرآن کا ایصال ثواب درست ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ حدیثیں ضعیف ہیں اور ضعیف حدیثیں قابل استدلال نہیں ہوتیں تو اس کا جواب یہ ہے یہ تمام حدیثیں ضعیف نہیں ہیں بلکہ قبر پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھنے کا حکم جن میں ہے ان کی علامہ ھیثمی اور امام نووی شافعی علیہما الرحمہ نے توثیق کی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جیسے امام فقیہ مجتہد نے ان سے تلاوت قرآن کے ایصال ثواب کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

اور اگر تمام حدیثیں ضعیف بھی ہوں تب بھی مدعی پر کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ ابھی یہ قاعدہ اور اصول بیان ہوا کہ ہر چیز کی اصل جائز ہونا ہے لہٰذا تلاوت قرآن کا ایصال اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے اور یہ حدیثیں اس کی مؤید اور استحباب کی دلیل ہیں اور اہل سنت نہ صرف تلاوت قرآن بلکہ ہر ایصالِ ثواب کو جائز و مستحب مانتے ہیں کیا تو بہتر، نہیں کیا تو مواخذہ نہیں، فرض و واجب نہیں مانتے

---

[1] مرقات ج ۴ ص ۱۷۳۔

کہ اس پر کسی نص صریح قطعی کی ضرورت پڑے۔ثانیاً یہ کہ ضعیف حدیث مطلقاً نا قابل اعتبار نہیں ہوتی بلکہ ترھیب وترغیب، فضائل ومناقب میں بالاتفاق معتبر اور حجت ہوتی ہے، نیز اہل علم کے عمل اور امت کے قبول کر لینے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے نیز اگر کسی مسئلہ پر صحیح حدیث نہ ملے صرف ضعیف حدیث میسر ہو تو اس سے استدلال کرنا اہل علم کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ اہل اصول کی حسب ذیل تصریحات سے واضح ہے۔

امام نووی شافعی (متوفی ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں

"قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغیرهم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعاً واما الاحکام کالحلال والحرام والبیع والنکاح والطلاق وغیر ذالک فلا یعمل فیها الا بالحدیث الصحیح اوالحسن الاان یکون فی احتیاط فی شئی من ذالک کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع اوالانکحة فان المستحب ان یتنزه عنه ولکن لایجب"

محدثین، فقہا وغیرہم فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترھیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ومستحب ہے جب کہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال وحرام کے احکام جیسے بیع، نکاح، طلاق وغیرہ میں صحیح یا حسن حدیث کے علاوہ ضعیف حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ اس میں احتیاط ہو جیسے کہ بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی ضعیف حدیث وارد ہو، اس لئے اس سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں۔ [1]

---

[1] الاذکار ص ٧/٨۔

حضرت ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) امام ترمذی کے قول "ھذا حدیث غریب لانعرف احدا اسندہ الامارویٰ عن ھذا الوجہ قال والعمل علی ھذا عند اھل العلم" (یہ حدیث غریب ہے اس سند کے علاوہ یہ کسی اور سند سے مسند مروی نہیں ہے اور اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے) کے تحت لکھتے ہیں

"قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم"

علامہ نووی نے میرک سے نقل کیا کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کر رہے ہیں۔ [1]

امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"وعما یستدل بہ علی صحۃ ھذاالحدیث استعمال الائمۃ من اتباع التابعین الی عصرناھذا ایاہ ومواظبتھم علیہ وتعلیمھن الناس منھم عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ"

جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک تمام ائمہ اس پر دائمی طور پر عمل کرتے رہے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں ان ائمہ میں سے عبداللہ بن مبارک بھی ہیں۔ [2]

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۹۸۔

[2] المستدرک اول ص ۳۱۹۔

علامہ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں

"وکذا اذاتلقت الامة الضعيف بالقبول يعمل به على الصحيح حتىٰ ان ينزل منزلة المتواتر فى انه ينسخ المقطوع به ولهٰذا قال الشافعى رحمه الله فى حديث لاوصية لوارث انه لايثبته اهل الحديث ولكن العامة تلقته بالقبول وعملوا به حتى جعلوه ناسخا لأية الوصية"

اسی طرح جب امت کسی ضعیف حدیث کو قبول کر لے تو صحیح مذہب کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا اور وہ حدیث متواتر حدیث کے درجہ میں ہوگی اور اس سے کسی قطعی حکم کو منسوخ کردیا جائے گا اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث "لاوصية لـوارث" (وارث کے لئے وصیت نہیں ہے) ائمۂ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے لیکن سب نے اس حدیث کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا حتیٰ کہ اس حدیث سے آیتِ وصیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ [1]

علامہ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں

"لكنه احتج رحمه الله بالضعيف حيث لم يكن فى الباب غيره وتبعه ابوداؤد وقدماه على الرأى والقياس ويقال عن ابى حنيفة ايضاً ذالك وان الشافعى يحتج بالمرسل اذلم يجده غيره"

جب کسی باب میں ضعیف حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث نہ ہو تو امام اسحاق رحمہ اللہ نے ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہے، امام ابوداؤد نے بھی ان کی اتباع کی ہے اور ان دونوں نے اس کو رائے اور قیاس پر مقدم رکھا ہے، امام

[1] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث جلد اول ص ۳۱۲/۳۱۳۔

اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کو جب کسی مسئلہ میں حدیث مرسل کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ملے تو وہ حدیث مرسل سے استدلال کرتے ہیں۔ [1]

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان حدیثوں میں میت یا قبر کے پاس قرآن خوانی کا ثبوت ہے لیکن غائبانہ طور پر دور سے قرآن خوانی ان سے ثابت نہیں ہوتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ہے میت کو تلاوت قرآن کا ثواب اور نفع پہنچانا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے جو قادر مطلق ہے تو جس طرح میت کے پاس یا اس کی قبر کے پاس تلاوت قرآن ہو تو اس کا اجر و نفع پہنچا دیتا ہے اسی طرح دور سے پہنچانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔اس کی تائید شیخ ابن العربی کے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے لکھا ہے آپ لکھتے ہیں

''شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی، میں نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کیا اور بالخصوص کسی شخص کے اس کو بخشنے کی نیت نہیں کی پھر اتفاق سے میں ایک دعوت میں شریک ہوا ان میں ایک نوجوان تھا جو کشف میں مشہور تھا اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا میں نے رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو عذاب میں دیکھا ہے۔ابن عربی کہتے ہیں میں نے دل ہی دل میں اس کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ اب

---

[1] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث جلد اول ص ۳۱۱۔

میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔" [1]

سوال (۲) کیا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرحومین کے لئے تلاوت قرآن کا ایصال ثواب کیا ہے؟

اس کے چند جواب ہیں

جواب (۱) پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا کسی کام کو نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

"الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع"

یعنی کسی کام کا کرنا اس کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ [2]

اس اصول سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا کسی کام کو نہ کرنا اس کے عدم جواز کی دلیل نہیں ہے، بہت سے کام ہیں جو عہد رسالت وعہد صحابہ بلکہ عہد تابعین میں بھی نہیں ہوئے مگر آج وہ کام کار خیر وثواب جان کر کئے جاتے ہیں مثلاً بخاری شریف کا پڑھنا پڑھانا، جشن افتتاح بخاری اور جشن ختم بخاری منانا اور ختم بخاری کی مجلس کو دعاؤں کی مقبولیت کا باعث ماننا وغیرہ، کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ حضور ﷺ یا صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنھم نے بخاری پڑھی یا پڑھائی یا اس کے افتتاح واختتام کے جشن منائے ہیں؟ اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں تو

---

[1] مرقات شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۲۰۰، باب ما علی الماموم من المتابعۃ الخ۔

[2] فتح الباری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۱۵۵۔

جس دلیل سے یہ جائز ہیں وہی دلیل قرآن خوانی کے جواز کے لئے بھی کافی ہے۔

جواب (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہر زمانہ میں مرحومین کے لئے قرآن خوانی کرتے رہے ہیں۔علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں

"ومما يدل على هذا ان المسلمين يجتمعون فى كل عصروزمان و يقرؤون القرآن ويهدون ثوابه لموتاهم وعلى هذااهل الصلاح والديانة من كل مذهب من المالكية والشافعية وغيرهم ولا ينكر ذالک منكر فكان اجماعاً"

یعنی اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمان ہر زمانہ اور ہر دور میں قرآن پڑھنے کے لئے جمع ہوتے رہے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کو بخشتے رہے ہیں اور اسی پر مالکی وشافعی مذہب میں سے تمام اہلِ صلاح ودیانت قائم ہیں اور کوئی اس کا منکر نہیں ہے پس اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ [۱]

علامہ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں

"وان المسلمين مازا لوافى كل مصروعصر يجتمعون ويقرؤون لموتا هم من غير نكير فكان ذالک اجماعاً ذكر ذالک كله الحافظ شمس الدين بن عبدالواحد المقدسى الحنبلى فى جزء الفه فى المسألة"

اور مسلمان ہر شہر اور ہر زمانہ میں بلا نکیر جمع ہوتے اور اپنے مردوں کے لئے قرآن پڑھتے رہے ہیں پس اس پر اجماع ہے، یہ سب حافظ شمس الدین بن عبدالواحد مقدسی حنبلی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ [۲]

---

۱ بنایہ شرح ہدایہ ج ۴ ص ۴۶۷ باب الحج عن الغیر۔

۲ مرقات شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۷۴، کتاب الجنائز باب دفن المیت۔

ان دونوں عبارتوں میں ولا ینکر ذالک منکر اور بلانکیر کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ پہلے اس میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

حافظ ابن قیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) تلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب کے اثبات پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں

"وھٰذا عمل سائر الناس حتی المنکرین فی الاعصار والامصار من غیر نکیر من العلماء"

اور یہ یعنی تلاوت کا ایصالِ ثواب تمام لوگوں کا حتیٰ کہ منکرین کا بھی معمول رہا ہے تمام زمانوں اور شہروں میں اور کوئی عالم اس کا منکر نہیں ہے۔ [1]

اور مسلمانوں کا کسی کام کو اچھا جان کر کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

"ماراٰہ المؤمنون حسنا فھو عنداللہ حسن وماراٰہ المؤمنون قبیحا فھو عنداللہ قبیح"

جس عمل کو مؤمن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسے برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کام جو اپنی ہیئت کذائیہ میں نیا ہے قرآن وحدیث کی نصوص اور عہد رسالت وعہد صحابہ میں ثابت نہیں ہے مگر اہل علم وفقہ مسلمان اسے اچھا جان کر کرتے ہیں تو وہ کام جائز و مستحسن ہے۔

---

[1] کتاب الروح ۱۲۴، المسألۃ السادسۃ عشر۔

[2] مستدرک ج ۳ ص ۸۳ حدیث ۴۴۶۵/ مسند احمد اول ص ۳۷۹ حدیث ۳۶۰۰/ مسند بزار ج ۵ ص ۲۱۳ حدیث ۱۸۱۶۔

جواب (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ تلاوت قرآن کے ایصال ثواب کے ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ ماقبل کی حدیثوں میں ذکر ہو چکا لہٰذا قول کے ہوتے ہوئے عمل کی ضرورت نہیں، پھر یہ کہ عین ممکن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اس پر عمل کیا ہو مگر وہ عمل ذکر نہیں ہوا اور اہل علم کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی چیز کا ذکر نہ ہونا اس کے عدم یعنی نہ ہونے کو مستلزم نہیں، بہت سی چیزیں ہیں جو مذکور نہیں ہوئیں مگر ان کا وجود متحقق ہے، خود صحابہ کرام بلکہ وہ صحابہ کرام جو ہمہ وقت حضور ﷺ کی صحبت میں رہتے تھے ان کے تمام افعال، اقوال اور حالات کے مذکور ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا حتیٰ کہ بہت سے صحابہ کے نام تک مذکور نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وہ صحابی نہیں تھے یا انھوں نے اعمال نہیں کئے۔

سوال (۳) آپ لوگ اجتماعی طور پر قرآن خوانی کرتے ہو اس کا کیا ثبوت ہے؟

اس کے بھی چند جواب ہیں

جواب (۱) اجتماعی طور پر قرآن خوانی کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ہے کہ قرآن کو انفرادی طور پر پڑھنا اور اجتماعی طور پر مت پڑھنا، آج قرآن خوانی کی طرح بہت سے کام اجتماعی طور پر ہوتے ہیں، کیا ان کا قرآن وحدیث سے ثبوت ہے؟ اگر نہیں تو جس طرح وہ جائز ہیں یہ بھی جائز ہے۔

جواب (۲) اجتماعی طور پر قرآن خوانی حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الانزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ"

اور اللہ کے گھروں میں سے جس گھر میں لوگ جمع ہوکر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں تو ان پر سکینہ یعنی دلوں کا اطمینان اترتا ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ [۱]

اور مرقات کے حوالہ سے گزر چکا کہ جب انصار کا کوئی شخص انتقال کر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جا کر تلاوت قرآن کرتے تھے۔

جواب (۳) ہر زمانہ میں مسلمان اپنے مرحومین کے لئے اجتماعی طور پر قرآن پڑھتے اور ان کو ثواب پہنچاتے رہے ہیں جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی اور ملا علی قاری علیھما الرحمہ نے لکھا ہے

"ان المسلمین مازالوافی کل مصر وعصر یجتمعون ویقرؤون لموتاھم من غیر نکیر فکان ذالک اجماعاً"

کہ مسلمان ہر زمانہ میں جمع ہوکر اپنے مردوں کے لئے قرآن پڑھتے رہے ہیں بغیر کسی اختلاف کے پس اس پر اجماع ہے۔ [۲]

اور مسلمان جسے اچھا جان کر کریں تو وہ عنداللہ بھی اچھا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

---

[۱] مسلم ج ۳ ص ۲۱۲ کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القران وعلی الذکر حدیث ۷۰۲۸۔

[۲] بنایہ ج ۴ ص ۴۶۷ / مرقات ج ۴ ص ۱۷۴۔

"ماراٰہ المؤمنون حسنا فھو عنداللہ حسن"

جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے۔ [1]

جواب (۴) قرآن کی تلاوت اللہ کا ذکر ہے امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

" اعلم ان تلاوۃ القراٰن ھی افضل الاذکار "

تو جان لے کہ قرآن کی تلاوت تمام ذکروں میں سب سے افضل ہے۔ [2]

اور اللہ کا ذکر اجتماعی طور پر جائز اور حدیثوں سے ثابت ہے۔

حضرت ابوھریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"لایقعد قوم یذکرون اللہ الاحفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ"

کوئی قوم اللہ کا ذکر کرتے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں، رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے، سکینہ اس پر اترتا ہے اور اللہ اس کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قومایذکرون اللہ تنادواھلموا الی حاجتکم قال فیحفوھم باجنحتھم الی السماء الدنیا الخ"

بے شک اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو اہل ذکر کی تلاش میں راستوں میں

---

[1] مستدرک ج ۳ ص ۸۳۔

[2] الاذکار ص ۶۵۔

[3] مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القراٰن وعلی الذکر حدیث ۲۰۳۰۔

گھومتے رہتے ہیں، پھر جب وہ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں آؤ اپنی حاجت کی طرف، پھر وہ فرشتے انھیں آسمانِ دنیا تک اپنے پَروں سے گھیر لیتے ہیں۔ [۱]

اسے امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں

"ان لِلّٰہِ ملائکۃ سیارۃ فضلایبتغون مجالس الذکر فاذاوجدوا مجلسافیہ ذکر قعدوامعھم وحف بعضھم بعضاً باجنحتھم حتی یملأوامابینھم وبین السماء الدنیاالخ"

بے شک اللہ کے کچھ زائد گھومنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے ہیں جب انھیں ذکر کی مجلس مل جاتی ہے تو وہ ذاکرین کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اور آسمان دنیا کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ [۲]

ملا علی قاری پہلی حدیث کے تحت لکھتے ہیں

" وفیہ دلالۃ علی ان للاجتماع علی الذکر مزیۃ ومرتبۃ"

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اجتماعی طور پر ذکر کرنے کی زیادہ فضیلت اور مرتبہ ہے۔ [۳]

جواب (۵) اجتماعی قرآن خوانی میں کچھ فائدے ہیں ایک یہ کہ نیک کام میں سب شریک ہوجاتے ہیں۔

---

[۱] بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ، حدیث ۶۰۴۵۔

[۲] مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر حدیث ۷۰۱۵۔

[۳] مرقات ج ۵ ص ۱۴۵ باب ذکر اللہ الخ۔

دوسرے یہ کہ اگر میت کا وارث تنہا ختم کرے تو اس کو زیادہ وقت لگ جائے گا اور چند لوگ اکٹھا ہو کر پڑھیں گے تو جلد ختم ہو گا اور میت کے حق میں جلد سے جلد ایصالِ ثواب کرنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

"ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظرہ دعوۃ من اب اوام او ولد او صدیق ثقۃ فاذا لحقتہ کانت احب الیہ من الدنیا ومافیہا"

قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے، جب اسے دعا پہنچتی ہے تو اسے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب وہ دعا ہوتی ہے۔ [1]

تیسرے یہ کہ ختم قرآن کے بعد چوں کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اجتماعی طور پر قرآن خوانی کرنے کی صورت میں تمام لوگ آسانی سے دعا میں شریک ہو کر میت کے لئے دعا کرتے ہیں اور ختم قرآن کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے، امام نووی شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت قتادہ جو جلیل القدر امام اور تابعی ہیں فرماتے ہیں

"کان انس بن مالک رضی اللہ عنہ اذا ختم القرآن جمع اھلہ ودعا"

کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم فرماتے تو اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے دعا فرماتے تھے۔ [2]

حضرت ثابت بُنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب رات میں قرآن ختم کرنے لگتے تھے تو اس کا کچھ حصہ صبح کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور جب

---

[1] الفردوس للدیلمی ج ۴ ص ۳۹۱۔

[2] الاذکار ص ۹۷۔

صبح ہو جاتی " فیجمع اھلہ فیختمہ معھم" تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ قرآن ختم کرتے تھے۔ [1]

دوسری روایت میں ہے

"کان انس اذاختم القرآن جمع ولدہ واھل بیتہ فدعالھم"

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تھے تو اپنی اولاد اور اہل خانہ کو جمع کر کے ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ [2]

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مدینہ کی مسجد میں قرآن پڑھتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما اس کے پاس ایک نگراں چھوڑ دیتے تھے اور جب اس کے قرآن ختم ہونے کا دن آتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما اس کے پاس چلے جاتے تھے۔ [3]

حمید الاعرج فرماتے ہیں

"من قرألقرآن ثم دعا امن علی دعائہ اربعۃ الاف ملک"

جو شخص قرآن پڑھنے کے بعد دعا کرتا ہے چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ [4]

حضرت مجاہد سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے آپ کہتے ہیں

"کانوا یجتمعون عند ختم القرآن یقولون تنزل الرحمۃ"

---

[1] سنن دارمی ج ۲ ص ۵۰۲ حدیث ۳۵۰۷۔

[2] سنن دارمی ج ۲ ص ۵۰۲ حدیث ۳۵۰۸۔

[3] سنن دارمی ج ۲ ص ۵۰۲۔

[4] سنن دارمی ج ۲ ص ۵۰۳۔

لوگ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے کہتے تھے کہ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ [1]

بلکہ اسلاف تو ختم قرآن میں شرکت کی ایک دوسرے کو دعوت دیتے تھے امام نووی فرماتے ہیں کہ حکم بن عتیبہ تابعی سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے آپ کہتے ہیں

" ارسل الیّ مجاهد و عبادة بن ابی لبابة فقالا انا ارسلنا الیک لانا اردنا ان نختم القراٰن والدعاء یستجاب عند ختم القراٰن "

کہ مجاہد اور عبادہ بن ابی لبابہ نے میرے پاس پیغام بھیجا اور کہا کہ ہم نے آپ کے پاس پیغام اس لئے بھیجا ہے کہ ہمارا قرآن ختم کرنے کا ارادہ ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ [2]

امام نووی لکھتے ہیں جو شخص نماز کے باہر قرآن ختم کرتا ہے اور وہ جماعت جو اجتماعی طور پر قرآن ختم کرتی ہے ان کے لئے مستحب ہے کہ رات کے شروع میں یا دن کے شروع میں ختم کریں پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں

" ویستحب حضور مجلس الختم لمن یقرأ ولمن لایحسن القراۃ" [3]

سوال (۴) آپ لوگ ایصال ثواب کے وقت قرآن کی مخصوص سورتوں اور آیتوں کو پڑھتے ہو اس کا کیا ثبوت ہے؟ ان کے علاوہ دوسری سورتیں اور آیتیں کیوں نہیں پڑھتے؟ کیا اس طرح چند سورتوں اور آیتوں کو ایصال ثواب کے لئے متعین کر لینا درست ہے؟

---

[1] الاذکار ص ۹۸۔

[2] الاذکار ص ۹۷۔

[3] الاذکار ص ۹۷۔

اس کے بھی چند جواب ہیں

جواب (۱) اولاً تو ہمارے نزدیک ان مخصوص سورتوں اور آیتوں کو پڑھنا فرض واجب نہیں ہے بلکہ خود ایصالِ ثواب ہی واجب وضروری نہیں ہے، انسان کو اختیار ہے کہ وہ قرآن میں سے جہاں سے اور جتنا چاہے پڑھ کر ثواب پہنچادے جائز ہے۔

(۲) ثانیاً جن احادیث میں مرحومین کے لئے قرآن کی تلاوت کے ایصال ثواب کا ذکر ہے ان میں مخصوص سورتوں کو پڑھنے کا حکم ہے مثلاً یہ کہ تم اپنے مردوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھو، اسی طرح سورۂ اخلاص، سورۂ تکاثر، سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھنے کا حکم ہے تو گویا یہ تخصیص خود احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) ثالثاً قرآن کی بعض سورتیں اور آیتیں بنسبت دوسری سورتوں اور آیتوں کے اجر وثواب میں زیادہ ہیں۔ (مرقات ج ۵ ص ۳) اس لئے اسلاف اور مشائخ اہل سنت وجماعت نے ایصال ثواب کے لئے ایسی سورتوں اور آیتوں کا انتخاب کیا جو اجر وثواب میں زیادہ ہیں اور مردہ کے حال کے موافق بھی تا کہ مُردوں کو زیادہ سے زیادہ اجر اور نفع ملے، مثلاً سورۂ یٰسین، ملک، زلزال، تکاثر، کافرون، اخلاص، فلق، ناس، فاتحہ، سورۂ بقرہ کی آیتیں، آیۃ الکرسی وغیرہ کہ حدیثوں میں ان کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۴) رابعاً اگر یہ تمام باتیں نہ بھی ہوں تب بھی بعض سورتوں کو فاتحہ میں خاص کر لینا جائز ہے اولاً تو اس لئے کہ اس سے شرع نے منع نہیں کیا ہے، ثانیاً اس لئے کہ بعض سورتوں کو خاص کر لینا حدیث سے ثابت ہے۔ ام المؤمنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو آخری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے جب لشکر واپس ہوا تو لوگوں نے اس کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا آپ نے فرمایا ان سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے تھے، لوگوں نے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سورۂ اخلاص رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس کے پڑھنے کو محبوب رکھتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے بتادو کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ [1]

دیکھئے صحابی رسول نے محبۃً اور فضیلت کے اعتبار سے سورۂ اخلاص کو نماز میں خاص کرلیا اور اس پر نبی کریم ﷺ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ محبۃً اور فضیلت کے لحاظ سے تخصیص جائز ہے اور جب نماز میں جائز ہے تو نماز کے باہر بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگی لہٰذا فاتحہ کے مروجہ طریقہ میں بعض سورتوں اور آیتوں کی تخصیص جائز ہے۔

☆☆☆

[1] بخاری و مسلم، مشکوٰۃ اول کتاب فضائل القرآن۔

فاتحہ کا طریقہ

فاتحہ دینا جائز اور باعث خیر و برکت ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پاک جگہ باوضو قبلہ رُخ ہو کر بیٹھیں اور شیرینی وغیرہ ہو تو اُس کو سامنے رکھ لیں پھر

قُلْ یٰٓاَ یُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ایک بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین بار ،قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ،قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور اَلْحَمْدُ ایک ایک بار پھر الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک ایک بار پھر ایک بار یہ سب آیتیں پڑھیں: وَاِلٰھُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ . وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً ط اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ط سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر اِس طرح ثواب پہنچائیں۔اے اللہ! اس تلاوت اور ماحضر کو قبول فرما،اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں پیش ہے قبول فرما،تمام صحابۂ کرام،صحابیاتِ عظام،ازواجِ مطہرات ،اہل بیت اطہار، تابعین، تابعات،تبعِ تابعین،تبعِ تابعات رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں پیش ہے قبول فرما! تمام شہداءِ کرام،اولیاءِ کرام اور تمام مسلمان مرد اور تمام مسلمان عورتوں کی بارگاہ میں پیش ہے قبول فرما! پھر جس کے نام سے فاتحہ ہے اس کا نام لے کر ثواب پہنچائیں پھر تمام مسلمانوں کے لئے دعا کر کے فاتحہ ختم کر دیں۔ ☆☆☆